۱۹ر اگست بروز جمعہ جامع مسجد دار العلوم میں مولانا سمیع الحق مدظلہ نے اپنے خطبہ جمعہ کے اختتام پر بہاولپور کے المناک حادثہ کے بارے میں مختصراً اظہار خیال کیا جس سے اس مسئلہ کے دیگر کئی پہلوؤں پر بھی روشنی پڑتی ہے لہذا اسے بھی ٹیپ کی مدد سے پیش کیا جارہا ہے

حضرات علماء کرام، اور طلبہ عزیز اور مسلمان بھائیو! نماز کے بعد بڑی عاجزی، انکسار، اور توجہ والحاح کے ساتھ ملک کی سلامتی، بقا، خیر خواہی اور بھلائی کے لئے اجتماعی طور پر دعا کریں کہ ملک کی حفاظت تمام مسلمانوں کا فریضہ ہے اس وقت ملک ایک بہت نازک آزمائش میں ہے اور ملک کے اہم نازک موڑ پر اچانک ایسا حادثہ پیش آیا کہ دشمن بھی اس کا تصور نہیں کر سکتے تھے، سیاسی مخالفین بھی حیرت واضطراب اور پریشانی میں ہیں۔ ہمارے لئے سب سے بڑا اور اور عظیم مسئلہ جو خطرہ کا نقرآتا ہے وہ جہاد افغانستان کی تکمیل اور افغانستان کی آزادی اور وہاں اسلامی حکومت کے قیام کا مسئلہ ہے۔ افغان مجاہدین نے بڑی قربانیوں کے ساتھ، دنیا کی سب سے بڑی ظالم اور جابر طاقت کو شکست دے دی۔ ۱۶ لاکھ افراد اللہ کے راستے میں قربان اور شہید ہوئے ۵۰ لاکھ مسلمان اس ملک میں دربدر، ریگستانوں میں اور آسمان کی نیلی چھت تلے، مہاجرت اور مسافرت کی زندگی گذار رہے ہیں۔ جناب صدر ضیاء الحق مرحوم کے ساتھ ہزارہا اختلافات کے باوجود اور کئی سال سے ملک کے اندر نفاذ شریعت کے معاملہ میں ان سے جھگڑے اور نزاع کے باوجود مسئلہ افغانستان میں ان کے مؤقف اور استقامت کی ہم نے بھرپور تائید اور حمایت کی اور اسے اپنا دینی فرض سمجھا۔ ہماری مروجہ سیاست کے فروغ سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ نہ ہم مغرب کی لادینی جمہوریت کے فروغ کے لئے صدر مرحوم سے جھگڑ رہے تھے اور نہ ضیاء الحق مرحوم سے ہماری لڑائی اس لئے تھی کہ وہ چلا جائے اور بے نظیر یا کوئی اور برسرِ اقتدار آجائے۔ ان چہروں کی تبدیلی سے ہمارے مسئلے حل نہیں ہوئے تھے اور قوم و ملک لئے کوئی مفاد کی بات نہیں تھی اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا ہماری لڑائی صدر ضیاء الحق مرحوم سے اس بات پر تھی اور ہم نے بارہا اس پر واضح کر دیا تھا کہ جناب! اللہ نے آپ کو بڑی صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ اور اللہ نے اقتدار کی صورت میں آپ کو موقع بخشا ہے۔ بے پناہ وسائل اور قوت بخشی ہے اسے تم شریعت کے نفاذ میں استعمال کر کے ملک میں صحیح معنوں میں کلیتہً نفاذ شریعت کا اعلان کر دیں کہ مسلمانوں کو ہمیشہ کے لئے لادین سیاستدانوں، مفاد پرست طبقات اور ظالم اور خود غرض لیڈروں سے نجات مل جائے۔

وہ مسلسل اسلام کی آواز بلند کرتے رہے۔ جذبات بھی ان کے یہی تھے۔ احساسات بھی تھے، مگر شومئی قسمت

کہ ان کے ہاتھ سے نفاذِ اسلام کا مرحلہ تکمیل تک نہ پہنچ سکا۔ میں نے کل سینیٹ میں بھی اپنی تقریر میں یہی کہا کہ اللہ نے اس کو بڑا موقع بخشا تھا اور پھر بظاہر اپنے دعاوی، اعلانات اور جذبات اور اسلامی فکر کے لحاظ سے یہ توقع کی جاسکتی تھی کہ ان کے ہاتھوں قوم منزلِ مقصود تک پہنچ سکے گی۔ ان کی باتیں اسلام کی محبت سے بھرپور اور جذبات اسلام سے معمور ہوا کرتے تھے۔ ان کے دل میں درد تھا، تڑپ تھی۔ شب و روز ان کا یہی وردِ تھا۔ مگر اب خدا ہی جانتا ہے کہ ان کے لئے کیا موانعات تھے؟ کیا کیا اور کون کون سی رکاوٹیں تھیں؟ کاش! کہ ملک میں مکمل نفاذِ شریعت کی سعادت بھی ان کی قسمت میں لکھی ہوتی۔ اگر ایسا ہو جاتا تو ایک بے مثال مقام اسے حاصل ہوتا اور ملک کو ہمیشہ کے لئے بے دینی اور بیشہ ور سیاستدانوں سے نجات مل جاتی۔

مگر یہ اللہ کو منظور نہ تھا ؎

این سعادت بزورِ بازو نیست تانہ بخشد خدائے بخشندہ

بہرحال ملکی حالات اور نفاذِ شریعت کا مسئلہ تو ہمارے اپنے ملک اور اپنے گھر کی بات تھی اس مسئلے پر ہم نے ان سے لڑائی لڑی، مطالبے کئے، تحریکیں چلائیں، سیاسی دباؤ ڈالا۔ جس کے نتیجے میں مرحوم کوئی قدم اٹھا بھی لیتے، کچھ اقدامات کر بھی لیتے گو کہ وہ ناقص ہوتے اور اصلاح طلب بھی۔ ہم نے سات اپریل ۸۸ء کو جمعیۃ علماء اسلام کے زیر اہتمام صدر ضیاء الحق مرحوم کے پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس سے خطاب کے دوران اسمبلی کے گیٹ کے سامنے احتجاجی مظاہرہ کیا تھا۔ نفاذِ شریعت کا مطالبہ کیا تھا اور کتبے لگائے تھے اور ان پر لکھا تھا۔ "شریعت بل منظور کرو اور منافقت چھوڑ دو"۔ "شریعت بل سے اعراض و انکار کر کے خدا کے غضب کو دعوت نہ دو"۔

اور پھر جب صدر مرحوم اسمبلی گیٹ کے سامنے آئے تو میں نے ان کتبات کا ہار بنا کر صدر ضیاء الحق کے سامنے اٹھ گئے اخبارات میں اس کی تفصیلات آئیں اور الحمدللہ کہ اس میں نے کوئی لچک اور کوئی مداہنت نہیں کی اور اپنی لڑائی احسن طریقہ سے جاری رکھی۔

مگر ایک دوسرا مسئلہ جو عظیم مسئلہ اور تمام امت مسلمہ کی اہمیت کا مسئلہ ہے، وہ مسئلہ افغانستان ہے۔ مسئلہ افغانستان میں ہم شرح صدر کے ساتھ پہلے روز سے صدر مرحوم کو حق پر سمجھتے تھے۔ مسئلہ افغانستان اور اس کے تمام پہلوؤں کو ملحوظ رکھ کر آج تمام عالمی طاقتوں کو اس بات کا اعتراف ہے۔ تمام دوست اور دشمن اس بات کے قائل ہیں کہ اس مسئلے کی کامیابی اور مقصد سے ہمکناری کا سہرا افغان مجاہدین اور مرحوم صدر ضیاء کے سر ہے اس تمام گاڑی کے ڈرائیور وہی تھے۔

اور ہمیں معلوم ہے کہ دنیا کی بڑی طاقتیں اس مسئلہ میں انہیں کس طرح دباؤ اور خوف میں رکھے ہوئے تھیں مگر مرحوم صدر نے اس مسئلہ میں تمام امور کو داؤ پر لگا دیا تھا۔ کل مجھے مرحوم ضیاء الحق کے ایک قریبی معتمد سیکریٹری نے رو رو کر بتایا اور کہا کہ صدر صاحب کے ساتھ میں ایک غیر ملکی دورے میں شریک تھا تو اس وقت روس کی ایک ذمہ دار شخصیت نے لب ولہجہ

بدل کر صدر مرحوم سے کہا کہ ہمارے اس علاقہ میں جو عزائم اور مقاصد ہیں ہم خوب سمجھتے ہیں ان کی تکمیل اور تحصیل میں آپ ہمارے لئے سب سے بڑی رکاوٹ بنے ہوئے ہیں ۔ ہم نے ہر طریقہ استعمال کیا، مگر آپ کا علاج ہمارے پاس نہیں۔ اگر آپ نے اپنی پالیسی نہ بدلی اور لچک پیدا نہ کی تو آپ کو اس طرح اچک لیا جائے گا کہ کسی کو خبر بھی نہ ہوگی۔

تو اس موقعہ پر صدر ضیا مرحوم نے بڑے اطمینان سے اسے جواب میں کہا۔ دیکھو میں مومن اور مسلمان ہوں اور بحیثیت مسلمان میرا اللہ کی ذات پر یقین ہے کہ میری جان اسی کے قبضہ میں ہے۔ میری موت وحیات کے وہی مالک ہیں۔ اگر تم لوگ میری ایک ایک بوٹی کر کے فضا میں بکھیر دو تب بھی اس مسئلہ میں میں ہرگز نہیں جھکوں گا۔

وہ شخص یہ بات بیان کرتے جاتے اور اس کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے رو رہے تھے۔

دو تین ماہ سے روس اس قسم کی باتیں کر رہا تھا اور اس کی جانب سے دھمکی آمیز خبریں آرہی تھیں۔ منزل قریب تھی۔ روس کے تمام عزائم، منصوبے اور سکیمیں ناکام ہو رہی تھیں۔ مجاہدین نے بڑی تیزی اور پامردی سے اپنے حملوں کی یلغار کر دی۔ مرحوم صدر ضیاء الحق جنیوا معاہدہ کے اول روز سے موجودہ شکل میں مخالف تھے۔ وہ مجاہدین کے بغیر ایسے معاہدہ کے لئے ہرگز تیار نہ تھے۔ مگر نام نہاد جمہوریت یہاں پر بھی وہ کام کر گئی جو مسلمانوں کی حریت اور جوش جہاد پر ایک کاری ضرب تھی۔ جب جمہوری دور آیا تو اس وقت کے وزیراعظم محمد خان جونیجو پر ہم نے ساری حقیقتیں واضح کر دیں تمام پہلوؤں سے آگاہ کر دیا۔ کہ روس اور امریکہ دونوں افغانستان میں مجاہدین کی اسلامی حکومت کے مخالف ہیں۔ وہاں کی حکومت اور مستقبل کی آزاد اسلامی ریاست مجاہدین کا حق ہے۔ ان کی شرکت اور رضامندی کے بغیر کوئی معاہدہ، معاہدہ نہیں۔ لیکن وزیراعظم نے ساری باتیں پس پشت ڈال دیں۔ اور جنیوا معاہدے پر دستخط کر دئے۔ جناب جونیجو صاحب کی شکست اور ان کی حکومت کی ناکامی اور برخواستگی کی ایک باطنی وجہ یہی ہے کہ اس نے مجاہدین کی قربانیوں اور خون شہیداں سے تمسخر کھیلنا چاہا۔

ماہ دو ماہ سے روس نے واضح طور پر صدر ضیاء مرحوم اور حکومت پاکستان کو وارننگ دی تھی کہ اگر پاکستان اپنی پالیسی تبدیل نہیں کرتا اور مہاجرین کی مدد ترک نہیں کرتا تو ہم پاکستان کی اعلیٰ شخصیات کو نشانہ بنائیں گے۔ اس وارننگ کے بعد، صدر مرحوم کے قریبی رفقاء نے ان سے واضح طور پر یہ کہہ دیا تھا کہ ان دھمکیوں کے بعد اب عام سفر بند کر دیں۔ ہر قدم حزم واحتیاط سے اٹھائیں۔

مرحوم صدر نے اس وقت بھی یہی کہا کہ تم کیسے مسلمان ہو کہ ایسی باتیں کرتے ہو۔ جو گولی میرے مقدر میں لکھی ہے وہ ضرور مجھے لگے گی۔ بہرحال ایسے حالات میں کہ جب جہاد افغانستان میں مسلمانوں کی قربانیاں ٹھکانے لگ رہی تھیں تو تمام ارباب بصیرت اور اہل دانش کی رائے یہی ہے کہ اس جہاد افغانستان کی پاداش میں مرحوم صدر ضیاء الحق کو سازش کے ذریعہ قتل کرا دیا گیا، تاکہ جہاد سرد پڑ جائے اور کامیابی سے ہمکنار ہونے والے مجاہدین کی یلغار روکی جاسکے۔

بہرحال مرحوم صدر نے مسئلہ افغانستان میں ملت مسلمہ کا سر فخر اونچا کر دیا ہے۔ اس نے دنیا کی ایک بڑی سپر

طاقت اور روس جیسی ظالم طاقت کو مجبور کر دیا کہ آج وہ پسپائی کر رہی ہے۔ ہماری عظمت رفتہ جو بنگال میں برباد ہوئی تھی الحمدللہ آج جہاد افغانستان میں وہ دوبارہ بحال ہو گئی۔

جہاد کی کامیابی کا سہرا مجاہدین اور صدر ضیاء مرحوم کے سر ہے۔ آج پریشانی کا مسئلہ یہ ہے کہ یہ ایسے حالات حادثہ پیش ہوا کہ اس مسئلہ میں ان کا متبادل بظاہر کوئی دوسرا انتظام نہیں ہے۔ قحط الرجال ہے، خلا ہے۔ آج تمام مسلمان سربراہوں کا اپنے ذاتی کردار و عمل کے لحاظ سے اتنا وزن نہیں ہے اور وہ ایمانی قوت اور خالص اسلامی زندگی نہیں ہے مرحوم صدر تو مسلمانوں کے صفِ اول کے ایک رہنما تھے۔ شاہ فیصل مرحوم جب امت مسلمہ کے اتحاد اور اس کی ترقی کے فکر و غم میں شب و روز لگے رہے تو انہیں راستے سے ہٹا لیا گیا اور آج ایسے حالات میں جب مسئلہ افغانستان کامیابی سے ہمکنار ہونے والا تھا تو ضیاء مرحوم کو راستے سے ہٹا دیا گیا۔ اور پھر ہمارے ملک میں تو قحط ہی قحط ہے۔ ڈیڑھ اینٹ کی مسجدیں سب نے بنا رکھی ہیں۔ کفر، بے حیائی، الحاد اور مخالف اسلام ازموں کے نعرے لگ رہے ہیں۔ ایک دوسرے کی عزت کو لوٹا جا رہا ہے۔ بزرگوں کی داڑھیوں کو نوچا جا رہا ہے ایسے حالات میں ملکی مسائل کے ساتھ ساتھ مسئلہ افغانستان بھی ویسے کا ویسا رہ گیا ہے۔ مگر اللہ سے مایوس نہیں، اللہ تعالیٰ مجاہدین کے خون کو رائیگاں اور ضائع نہیں ہونے دیں گے میرا یقین ہے کہ ان شاء اللہ وہاں اسلامی حکومت ضرور قائم ہوگی مگر ظاہری اسباب اور وسائل کی حد تک ملک کے ارباب حل و عقد کے لئے ایک بہت بڑا اور خطرناک اور حساس موڑ آ گیا ہے۔

یہ حقائق تو بعد میں سب پر واضح ہوں گے کہ ہمیں کتنا بڑا خسارہ پہنچا۔ مرحوم صدر کے ساتھ ہمارا ملکی سطح پر نفاذ شریعت کے معاملہ میں اختلاف تھا۔ سیاسی جنگ شروع تھی وہ اسلام کا نعرہ لگاتے تو ہم نے عملاً نفاذ شریعت کے لئے اس کے گریبان میں ہاتھ ڈالا کہ اس ملک میں اسلام نافذ کر دو۔ (باقی ص ۱۵ پر)

قائدِ شریعت، محدث کبیر، شیخ الحدیث
حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ کا سانحہ ارتحال

پرچہ پریس جا رہا تھا کہ پون صدی کی تابناکی اور تابندگی کے بعد آفتاب علم و عرفان اور ماہتاب رشد و ہدایت غروب ہو گیا۔ یعنی دارالعلوم حقانیہ کے بانی و مہتمم، محدث کبیر استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ ۲۴ محرم الحرام ۱۴۰۹ھ بمطابق ۷ ستمبر ۱۹۸۸ء کو داغ مفارقت دے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

تفصیلات اگلے شمارہ میں

اللھم اغفرلہ وارحمہ واکرم نزلہ وابدلہ داراً خیراً من دارہ واھلاً خیراً من اھلہ وادخلہ الجنۃ برحمتک یا ارحم الراحمین